خط نمبر ۳ :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

أَتَخۡشَوۡنَهُمۡ فَاللّٰهُ أَحَقُّ أَن تَخۡشَوۡهُ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ (التوبہ۔۱۳)

کیا تم اِن سے ڈر جاؤ گے جبکہ اللہ زیادہ حق دار ہے کہ تم اِس سے ڈرو، اگر تم مومن ہو۔

بخدمت اقدس حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

امید ہے آپ اَیدہ اللہ تعالیٰ بفضل اللہ تعالیٰ بخریت ہونگے آمین۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وتندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے اور اس طرح آپ کو خدمت اسلام کی زیادہ سے زیادہ توفیق بخشے آمین۔ آج سے قریباً پانچ سال قبل آپ کو ایک مفصل خط لکھا تھا۔ آپ نے میرے خط کا جواب عنایت فرمایا۔ آپکا جواب جیسا بھی تھا میں نے اسے من و عن قبول کیا اور پھر اس معاملے کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتے ہوئے خاموشی اختیار کرلی۔ میرے تفصیلی خط کا جواب دینے کے بعد آپ نے بھی ایک لمبا عرصہ خاموشی اختیار کیے رکھی۔ بالآخر انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر آپ نے اِفتتاحی تقریر جو کہ خطبہ جمعہ پر مشتمل تھی، آپ نے اپنی خاموشی کو توڑا۔ آپ نے فرمایا ''کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جو کہ بے چارہ دماغی فتور میں مبتلاء ہے۔ وہ بھی اپنے آپ کو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔ حالانکہ اُسکے چار مرید بھی نہیں۔ دو چار ایجنٹ ہونگے باتیں کرنیوالے۔ جماعت جرمنی گواہ ہے کہ اُسکی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ نہیں ہے۔ وغیرہ''

اے میرے سید! اللہ تعالیٰ کلام پاک میں فرماتا ہے۔ ''يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا '' (الاحزاب۔۷۱) اے مومنو! اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور وہ بات کہو جو پیچدار نہ ہو (بلکہ سچی ہو)۔ آپ نے اگر طویل خاموشی کے بعد بات بھی کی تو یہ بات صاف اور سیدھی نہ تھی بلکہ آپ نے پیچ دار اور گول مول بات کر کے لوگوں کو حیران کیا۔ آپ پر فرض تھا کہ اگر بات کرنی ہی تھی تو صاف اور سیدھی کرتے اور آج تک میں جو کچھ بھی لکھ کر آپکی خدمت میں بھیج چکا ہوں (خواہ کتابچے یا خطوط وغیرہ) اِن میں جو میرا مؤقف ہے اِس کو سچ سچ اور صاف صاف بیان فرما کر لوگوں کے سامنے رکھ دیتے۔ لوگ بھی اس پر غور کرتے اور بعد میں اپنی رائے کا اظہار بھی کر دیتے۔ لیکن پتہ نہیں آپ نے ایسا کیوں نہیں کیا۔ بس گول مول بات کر کے مجھ غریب پر اپنا غصہ نکال لیا۔

اے میرے سید! میں اِنتہائی ادب کیساتھ آپکی متذکرہ بالا گول مول باتوں کا جواب دیتا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ میرا مؤقف کیا ہے؟ میں یہاں دوبارہ عرض کرتا ہوں۔ حضرت مہدی موعود و مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے آپکی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں ایک لڑکے اور ایک غلام کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ لڑکے کی بشارت حضرت خلیفہ الثانیؓ کے وجود میں پوری ہو چکی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل اور احسان کی بدولت حضور علیہ السلام کے موعود غلام ہونے کی عظیم نعمت اس عاجز کو بخشی ہے، اور یہ عاجز ہی موعود غلام مسیح الزماں ہے۔ اپنا یہ مؤقف جو کہ میں نے دلیل کے ساتھ آپکی خدمت میں ۱۹۹۷ء میں بھیجا تھا۔ آپکا فرض منصبی تھا کہ آپ میرا مؤقف بغیر کمی بیشی کے لوگوں کے سامنے رکھتے اور پھر لوگوں پر چھوڑ دیتے کہ وہ کیا رائے دیتے ہیں۔ لیکن آپ نے ایسا نہیں کیا۔ آپ نے قریباً پانچ سال سے میرے مؤقف اور اس کی دلیل سے لوگوں کو بے خبر رکھا اور نہ ہی مجھے اجازت بخشی کہ میں اپنا مؤقف بمعہ دلیل لوگوں کو بتاؤں۔

اے میرے سید! پتہ نہیں آپ نے ایسا کیوں کیا؟ لیکن خطبہ جمعہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء میں آپ ہی کے بقول ''ہمیشہ دلائل میں اور گفتگو میں وہ شخص ڈگمگاتا ہے جو کہیں جا کر خود ابہام کا شکار ہو جاتا ہے۔۔۔۔تو لاعلمی اور مضمون کی معرفت میں کمی دلائل کی دنیا میں قدم کو ڈگمگاتی ہے اور اسی حد تک اس سے ثبات قدم چھین لیتی ہے۔۔''

اے میرے سید! مجھے اپنے معاملہ کے بارے میں کچھ شک نہیں اسی لیے مجھے کوئی ڈر اور خوف بھی نہیں ہے کیونکہ میں سچا ہوں اور آسمان سے ایک برہان قاطع بخشا گیا ہوں۔ اگر

کبھی خوف ہوتا ہے تو اس وجہ سے کہ کہیں آپ نظریات اور دلائل کی بحث کو جنگ و جدل میں نہ بدلیں کیونکہ طبعاً انسان جب دلائل میں مغلوب ہوتا ہے تو پھر وہ جھگڑے اور جبر کی راہ اختیار کرتا ہے۔ آوائل میں جب مجھے آسمان سے حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کی نوید بخشی گئی تو بشری کمزوری کے تحت میرے دل میں بھی یہ ڈر پیدا ہوا کہ جب میں یہ خبر جماعت کو بتاؤں گا تو مجھے تو فوراً جماعت سے خارج کر دیا جائے گا۔ جب میرا یہ غم زیادہ بڑھا تو پھر مجھے آسمان سے ایک دلیل کیساتھ تسلی دی گئی۔ دلیل یہ کہ حضرت مہدیؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا تھا کہ **''میرے فرقہ کے لوگ اِس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔''** مجھے تسلی بخشی گئی کہ علم اور معرفت میں کمال کا یہ نشان تجھے بخشا گیا ہے۔ اب تجھے کوئی جماعت سے خارج کرے یا نہ کرے اِس کا تیرے معاملہ پر کوئی اثر نہیں۔ کیونکہ تو حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کا نشان رکھتا ہے۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے میرا یہ غم دور فرما دیا۔ کیا یہ بات عجیب نہیں ہوگی کہ ایک انسان تو آسمان سے حضرت مہدیؑ کی غلامی پائے اور جماعت اسے خارج کرتی پھرے؟

اے میرے سید! جب کوئی انسان اپنی سچائی کی دلیل رکھتا ہو اور وہ ہو بھی حق پر اور مزید وہ اپنی سچائی کا عرفان بھی رکھتا ہو تو پھر ایسے شخص کو ڈر کیسا؟ دراصل یقین محکم ہی انسان کو ہر قسم کی مخالفت کی آگ میں چھلانگ لگانے کی جرأت دلاتا ہے۔ ؎

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق ۔ عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

۵ دسمبر ۱۹۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں آپکے بقول!

''اثبات وہ لوگ ہیں جو وقیع ہیں۔ جن کی باتیں غلط نہیں ہوتیں۔ جن کی باتوں میں وزن ہوتا ہے اور جب بات کرتے ہیں حق کی بات کرتے ہیں۔ اب یہ بظاہر الگ الگ معانی ہیں لیکن ایک دوسرے کیساتھ ان سب کا گہرا تعلق ہے۔ وہ شخص جو حق پر قائم ہو اور حق کا عرفان بھی رکھتا ہو۔ اُسکے لیے لازمی ہے کہ وہ بہادر بھی ہو۔ کیونکہ دلیری سچائی سے پیدا ہوتی ہے اور صرف سچائی سے نہیں بلکہ سچائی کے عرفان سے پیدا ہوتی ہے۔ اور دلائل میں جب گفتگو ہو رہی ہو تو وہ شخص جسکے پاس حق ہو، جسکے پاس مضبوط اور قاطع دلیل ہو، جو شخص اس مضمون کا عرفان رکھتا ہو جس میں گفتگو کر رہا ہے اُس کی بات میں ایک عجیب شوکت پیدا ہو جاتی ہے۔ اُسکی بحث میں ایک ایسی طاقت آ جاتی ہے کہ اُسکے نتیجے میں اُس کا دلیر ہونا اِس کا طبعی اور لازمی نتیجہ ہے۔ اِس لیے مومن اپنی گفتگو میں کامل یقین رکھتا ہے اور اُسکے لیے ڈگمگانے کا سوال ہی نہیں۔''

اے میرے سید! انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی اگست ۲۰۰۱ء کے موقعہ پر آپ فرماتے ہیں۔ ''کہ میرے علم کے مطابق جرمنی میں بھی ایک شخص ہے جسکے دماغ میں فتور پڑ گیا ہے اور وہ اپنے آپکو زمانے کا مصلح سمجھتا ہے۔'' میں آپ سے جواباً عرض کرتا ہوں کہ آپ ایسی باتیں سیاسی انداز میں بیان کر کے لوگوں کو پریشانی میں نہ ڈالیں۔ آپ امیر المومنین ہیں اور آپکو جائز نہیں کہ آپ اس طرح گول مول باتیں کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کیساتھ خاکسار کے دماغ میں کوئی فتور نہیں۔ دسمبر ۱۹۸۳ء تک میں لوگوں کے نزدیک ایک اچھا اور ذہین انسان تھا اور میرے دماغ میں کوئی فتور نہیں تھا۔ ۱۹۸۳ء کے بعد میرے ربّ نے مجھے سہارا بخشا اور میری مدد فرمائی اور مجھے آسمان سے ایسے ایسے حقائق کا پتہ چلا کہ میں حیران رہ گیا۔ اب اس واقعہ کے بعد آپکے خیال میں میرے دماغ میں فتور پڑ گیا ہے۔ یہ سب غلط ہے کیونکہ کسی تقریر میں آپ ہی کے بقول **''جب کوئی بندہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں ظاہر ہوتا ہے تو اُس شخص کے دعویٰ سے پہلے کی زندگی کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ آدمی کیسا تھا۔ دعویٰ کے بعد تو مخالف لوگ اُسکی طرف ہر قسم کی برائی منسوب کرتے ہیں اور ہر قسم کا نقص اس میں نکالتے ہیں اور اِن الزاموں کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی وغیرہ۔''**

اے میرے سید! ہاں یہ بات سچی ہے کہ وہ جماعت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں سے قائم کی تھی۔ حضورؑ کے بعد اس جماعت میں بعض فتور پڑ گئے۔ ان فتوروں کو دور کرنے کیلئے یقیناً میں ظاہر کیا گیا ہوں۔ مزید برآں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اِسکے چار مرید بھی نہیں۔ یہ بات بالکل سچ ہے۔ چار کیا ایک بھی نہیں۔ اے میرے سید! میں تو خود آپ کا مرید ہوں اور مجھے آپ کی غلامی پر بڑا فخر ہے۔ بھلا مجھے مرید بنانے کی کیا ضرورت؟ آپ مزید فرماتے ہیں کہ جماعت جرمنی گواہ ہے کہ اُس کی کسی کو کوڑی کی بھی پرواہ

نہیں ہے۔اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ کسی کو میری کوڑی کی پرواہ ہے یا کہ نہیں،اس کا پتہ تو اس وقت چلے گا جب آپ میرا موقف بمعہ دلیل سچ سچ لوگوں کو بتائیں گے۔ چونکہ اب تک آپ نے لوگوں کو میرے معاملے سے بے خبر رکھا ہے اور میں بھی رضائے اِلٰہی کے تحت خاموش تھا کہ کہیں میری بے احتیاطی سے حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کی جماعت میں کوئی تفرقہ پیدا نہ ہو۔ایسی صورت حال میں لوگوں کو میرے بارے کیا پتہ ہوسکتا تھا؟ ہاں اب جب میرا سارا معاملہ آپ صحیح صحیح لوگوں کو بتائیں گے تو اسکے بعد لوگوں کے ردّعمل کا پتہ چلے گا۔

اے میرے سید! آپ نے اِسی افتتاحی خطاب میں مقبولان اِلٰہی کی نشانیوں کے بارے میں بھی گفتگو کی ہے۔ بظاہر آپ یہ تأثر دینا چاہ رہے ہیں کہ جب مقبولان اِلٰہی دنیا میں آتے ہیں تو لوگ اُن کو سرآنکھوں پر بٹھاتے ہیں اور مقتدر بادشاہ بھی اُنکے حلقہ ادارت میں آجاتے ہیں۔ میں اِس بارہ میں بھی کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔آپ بڑی اچھی طرح جانتے ہیں کہ آج سے دوہزار سال پہلے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام بنی اسرائیل میں ظاہر ہوئے تھے۔قریباً تیس سال کی عمر میں وہ بحکم اِلٰہی ظاہر ہوا اور کم وبیش تین سال تک اُس نے یہود کو دعوت الی اللہ دی۔آپکی دعوت اِلی اللہ کے جواب میں اہل یہود کا کیا رِسپانس تھا؟ آپ بھی جانتے ہیں اور ساری دنیا جانتی ہے۔ بائبل کے مطابق اِن تین سالوں میں اُس کے کل بارہ حواری بنے۔اِن بارہ میں سے ایک نے آپ کو چندروپوں کے عوض پکڑ وادیا اور ایک دوسرے نے آپؑ پر لعنت بھیج کر آپ سے لاتعلقی کا اظہار کیا۔یہودی سرداروں،کاہنوں اور فریسیوں نے آپ کی دعوت کو رد کر دیا۔آپ کو اور آپکے حواریوں کو عبادت خانہ سے خارج کیا گیا۔آپ پر کفر بکنے،فتنہ انگیز ہونے اور شیطان ہونے کے فتوے لگے۔پکڑنے والے اُسکو پکڑ کر کائفا نامی سردار کے پاس لے گئے جہاں فقیہہ اور بزرگ جمع تھے۔اِسکے بعد اِن بدبختوں نے اُسے مارا پیٹا اور اُس کے منہ پر تھوکا اور اُسے پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے۔ بدبخت یہود نے پیلاطوس سے کہا کہ یسوع مصلوب ہو۔اُنہوں نے کہا کہ ہمارا غیض و غضب اس وقت تک ٹھنڈا نہیں ہوسکتا جب تک تو اِس کو صلیب نہ دے۔ پیلاطوس نے کہا کہ میں یسوع کا کوئی قصور نہیں دیکھتا۔لیکن بارسوخ اور بدبخت یہود نے اُسکو صلیب پر کھینچنے کا اِصرار کیا تاکہ وہ کاٹھ پر مرکر لعنتی ثابت ہوجائے۔ یہودی دل میں جانتے تھے کہ یہ شخص سچا ہے لیکن اُنکی زبانیں ایسے معمولی اور غریب انسان کی سچائی کا اقرار کرنے کیلئے تیار نہیں تھیں۔

اے میرے سید! میں آپ سے ادب کیساتھ پوچھتا ہوں کہ کیا آج سے دوہزار سال پہلے حضرت مسیح ناصری علیہ السلام مقبول اِلٰہی تھے یا نہیں؟ آپ ضرور ارشاد فرمائیں گے کہ وہ یقیناً مقبول اِلٰہی تھے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اگر وہ مقبول اِلٰہی تھے تو پھر بدبخت یہود نے اِسے صلیب پر کیوں لٹکوایا؟ اُسے کیوں مارا پیٹا؟ اُسکے منہ پر کیوں تھوکا گیا؟ یقیناً اِس لیے کہ وہ بدبخت حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو مصلوب اور ملعون کرکے خود سچا ثابت ہونا چاہتے تھے۔

اے میرے سید! آج سے چودہ سو سال پہلے آنحضرت ﷺ مکہ میں ظاہر ہوئے۔آپ ﷺ نے مشرکین مکہ کو دعوت الی اللہ دی۔آپکو علم ہے کہ اِبتداء میں آپ ﷺ پر بہت تھوڑے لوگ ایمان لائے تھے۔میں آپ سے اَدب کے ساتھ پوچھتا ہوں کہ کیا آنحضرت ﷺ مقبول اِلٰہی نہیں تھے؟ آپ ارشاد فرمائیں گے کہ یقیناً تھے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں تو پھر بدبخت مشرکین مکہ نے آپ ﷺ کو شعب ابی طالب میں تین سال تک کیوں محصور رکھا؟ آپ ﷺ کا مقاطعہ کیوں کیا گیا؟ آپ ﷺ کو مجنون کیوں کہا گیا؟ آپ ﷺ کے قتل کا منصوبہ کیوں بنایا گیا؟ یقیناً اس لیے کہ مشرکین مکہ آپ ﷺ کی دعوت اِلی اللہ کو ناکام کرکے خود سچا ثابت ہونا چاہتے تھے۔

اے میرے سید! تھوڑا سا اور آگے آتے ہیں اور آج سے ایک سو سال پہلے کے حالات پر نظر ڈالتے ہیں۔آپ کو علم ہے آج سے سو سال پہلے حضرت مہدی موعود ومسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر دنیا کو دعوت الی اللہ دی۔لوگوں نے آپکی دعوت اِلی اللہ کا کیا جواب دیا تھا؟ آپ جانتے ہیں کہ سینکڑوں خطوط گالیوں سے بھرے ہوئے آپ کے پاس آتے تھے اور آپ فرمایا کرتے تھے کہ قیامت کے روز میں یہ خطوط اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کرونگا۔آپکو یہ بھی علم ہے کہ جب حضرت مہدی علیہ السلام کا مخالف علمائے اسلام کے ساتھ دہلی میں مناظرہ ہوا تو لوگ اینٹیں اور پتھر لے کر گلیوں اور مکانوں کی چھتوں پر جا بیٹھے تاکہ حضرت مرزا غلام احمدؑ کو دیکھتے ہی اُن پر سنگ باری اور خشت باری کرکے ثواب حاصل کریں۔حق کے مخالف علمائے اسلام نے آپ علیہ السلام پر کفر،فتنہ انگیز اور شیطان ہونے کے گندے الزام لگائے۔آپؑ اور آپ کی جماعت کا مقاطعہ کیا گیا اور دائرہ اسلام سے خارج کیا گیا۔بعض ظالموں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ آپؑ نے جنون اور مالیخولیا کی بدولت مسیح موعود کا دعوی کردیا۔

اے میرے سید! میں ادب کے ساتھ آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا حضرت مہدیؑ مقبول اِلٰہی نہ تھے؟ آپ یقیناً ارشاد فرمائیں گے کہ یقیناً تھے۔میں آپ سے پوچھتا ہوں تو پھر ایسے مقبول اِلٰہی پر لوگ پتھر کیوں پھینکتے تھے اور لوگ آپ کو گالیاں کیوں نکالتے تھے؟ آپ علیہ السلام تو مقبول اِلٰہی تھے پھر نعوذ باللہ آپ کو کافر،فتنہ انگیز،مجنون اور شیطان کہنے کا کیا مطلب؟ میں جواباً عرض کرتا ہوں کہ لوگوں نے ایسے مکروہ افعال اس لیے کیے تاکہ آپ کی دعوت اِلی اللہ کو ناکام کرکے آپکو جھوٹا ثابت کریں اور روشنی کو اندھیرا ثابت کرسکیں۔ ہر مقبول اِلٰہی کی آغاز میں یہی حالت ہوتی ہے۔

اے میرے سید! میں ادب سے عرض کرتا ہوں کہ کیا آج مقبولان اِلٰہی کا پیمانہ بدل گیا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ہر مقبول اِلٰہی آغاز میں ستایا اور دکھ دیا جاتا ہے۔دکھوں اور تکالیف کا ہرگز

یہ مطلب نہیں ہوا کرتا کہ وہ جھوٹا ہے بلکہ یہ دکھ اور تکالیف ہی تو اِن آسمانی شہزادوں کا اصل زیور اور اُنکی سچائی کا نشان ہوتا ہے۔اُنکے زمانہ کے نفسانی لوگ دل میں سمجھتے ہیں کہ یہ شخص سچا ہے اور مقبول الٰہی ہے لیکن اُن کی زبانیں اس کی سچائی کا اقرار نہیں کرتیں کیونکہ راہ میں اُن کی نفسانی اغراض ومقاصد حائل ہوتے ہیں۔ہر مقبول الٰہی کی آزمائش کے بعد لوگوں کے دلوں میں اُسکی محبت اور قبولیت ڈالی جاتی ہے اور رفتہ رفتہ بادشاہ بھی اُسکی غلامی میں آنے کو اپنے لیے فخر سمجھتے ہیں۔اے میرے سید! آج اللہ تعالیٰ نے آپکو خلافت اور امامت کی خلعت پہنائی ہے۔بعض اوقات خلافت اور امامت کا منصب بھی انسان کیلئے آزمائش بن جاتا ہے۔آج آپکے عہد میں غلام مسیح الزماں ظاہر ہوا ہے۔افسوس ہے آج آپ اُس کے متعلق فرمارہے ہیں کہ اُس کے دماغ میں فتور پڑ گیا ہے جو کہ اپنے آپ کو مصلح سمجھتا ہے۔آپ کا یہ بیان کیا پہلے مقبولان الٰہی کی طرح میری سچائی پر دلالت نہیں کرتا؟

اے میرے سید! آپ نے ایک خطبہ جمعہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ خدا تعالیٰ اپنے قول کیساتھ اپنا فعل ضرور ظاہر فرماتا ہے۔آپکی بات بالکل سچ ہے اور میں بھی کامل یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے قول کیساتھ اپنا فعل ضرور ظاہر فرماتا ہے۔ہاں یہ الگ بات ہے کہ بعض لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا یہ فعل نظر آجاتا ہے اور بعض متعصب دیکھتے ہی رہتے ہیں اور انکو یہ فعل نظر نہیں آتا۔وضاحت کیلئے میں اپنے آقا کی ایک مثال پیش کرتا ہوں۔حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر ۱۸۸۹ء میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ فرمایا۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہمارے مہدی کا یہ نشان ہوگا کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو اللہ تعالیٰ چاند سورج گرہن کے مخصوص ایام میں چاند کو پہلی رات اور سورج کو درمیان والے دن گرہن کرے گا اور مزید فرمایا کہ یہ واقعہ ایک ہی ماہ صیام میں رونما ہوگا۔حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ مہدویت کے بعد آنحضرت ﷺ کے ارشاد کے مطابق ۱۳ رمضان ۱۳۱۱ ہجری بمطابق ۲۱۔مارچ ۱۸۹۴ء بروز جمعرات چاند گرہن ہوا اور اسی ماہ رمضان کی اٹھائیس تاریخ بمطابق ۶۔اپریل ۱۸۹۴ء کو سورج گرہن ہوا۔گرہن کا یہ واقعہ ۱۸۹۵ء میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں بھی دہرایا گیا۔

اب جس خدا نے حضرت مرزا صاحب کو امام مہدی بنایا اس نے آپکی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے چاند سورج گرہن کا نشان بھی دکھایا۔اور یہ نشان ایسا عظیم تھا کہ کوئی مدعی مہدویت اپنی طاقت کیساتھ ایسا نشان نہیں دکھا سکتا تھا۔جن لوگوں کے دل میں ایمان اور تقویٰ تھا اُنہوں نے تو فوراً حضرت مرزا صاحب کا دعویٰ مہدویت قبول فرمالیا اور جنکے دلوں میں تکبر تھا اور وہ جو نور کی بجائے تاریکی سے محبت رکھتے تھے، آپکے دعویٰ پر ایمان نہ لائے۔سنتے ہیں کہ جب چاند اور سورج گرہن کا نشان نمودار ہوا تو گجرات کا ایک متعصب مولوی اپنے مکان کی چھت پر بے چینی سے ٹہلتے ہوئے کہہ رہا تھا کہ ’’ہن لوگ گمراہ ہون گے‘‘(تفسیر کبیر جلد دہم صفحہ ۵۶) کہ اب لوگ گمراہ ہونگے۔حالانکہ اس نشان سے لوگ گمراہ نہیں ہوئے تھے بلکہ انہوں نے ہدایت پائی تھی لیکن اندھے تعصب کا کیا علاج ہوسکتا ہے؟

اے میرے سید! اب تک میں نے آپکی خدمت میں جو کچھ لکھ کر بھجا ہے مجھے لگتا ہے آپ کو اس میں میرے مؤقف کے مطابق خدا تعالیٰ کا فعل نظر نہیں آیا۔حالانکہ اس میں اللہ تعالیٰ کا فعل بہت عیاں ہے۔پتہ نہیں آپ کو کیوں نظر نہیں آیا؟ اب میں اپنے مؤقف کی تائید میں خدا تعالیٰ کے قول کے مطابق اُس کا فعل ظاہر ہونے کی ایک تازہ مثال پیش کرتا ہوں۔یہ نشان بہت واضح ہے۔میں امید کرتا ہوں کہ جس طرح اہل تقویٰ کو سورج چاند گرہن میں حضرت مرزا صاحب کی صداقت نظر آگئی تھی بالکل اسی طرح درج ذیل نشان میں آپ کو میرے مؤقف کی سچائی بھی نظر آجائے گی۔

اے میرے سید! جیسا کہ میں پہلے تفصیلی خط میں لکھ چکا ہوں کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء بروز جمعہ سجدہ کی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر اپنا جلوہ فرمایا۔اس وقت سے لے کر آج تک اُس کا پیار اور راہنمائی میرے شامل حال ہے۔اِسی الٰہی راہنمائی اور علم کے نتیجے میں، میں نے دو کتابچے تحریر کیے اور اِن کو مارچ ۱۹۹۳ء میں آپ کی خدمت میں بھیجا۔اس میں سے ایک کتابچے میں، میں نے اپنا مؤقف بالواسطہ اور اِشارۃً آپ تک پہنچایا۔بعد میں رضائے اِلٰہی کے مطابق مارچ ۱۹۹۷ء میں، میں نے ایک تفصیلی خط میں اپنا مؤقف آپکے آگے ذرا کھول کر پیش کردیا۔

اے میرے سید! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر اپنے بعد اپنے ایک غلام کی بشارت جماعت کو عطا فرمائی اور یہ بھی فرمایا ’’کہ گو میں اس بات کو تو مانتا ہوں کہ ممکن ہے کہ میرے بعد کوئی اور مسیح ابن مریم بھی آوے اور بعض احادیث کی رو سے وہ موعود بھی ہو، اور کوئی ایسا دجال بھی آوے جو مسلمانوں میں فتنہ ڈالے‘‘۔احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضر ﷺ نے اپنے بعد ایک دجال کے خروج کی خبر دی ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسیح ابن مریم دمشق کے مشرقی جانب سفید منارہ پر اُتریں گے اور دو زرد رنگ کے کپڑے زیب تن کیے ہوئے ہونگے۔دجال، مسیح ابن مریم کی دعا اور دلائل و براہین سے ہلاک ہوگا۔آنحضرت ﷺ نے نہ صرف دجال کا ذکر فرمایا بلکہ اُس کی مخصوص علامات بھی بیان فرمائیں تا کہ لوگوں کو دجال کی پہچان میں کوئی اشکال نہ رہے۔اِن علامات میں سے چند درج ذیل ہیں۔اِن علامات سے متعلق احادیث مبارکہ معہ حوالہ جات آگے کتاب کے حصہ اول میں درج ہیں۔

(۱) دجال ناراض ہوکر غصہ کی وجہ سے خروج کرے گا۔

(۲) بہت ساری قومیں (یعنی ملک) دجال کی پیروی کریں گی۔

(۳) دجال کیساتھ روٹیوں کا پہاڑ اور پانی کا دریا ہوگا۔

(۴) دجال ایک سفید گدھے پر نکلے گا، اُسکے دونوں کانوں کا درمیانی فاصلہ ستر کلاوے ہوگا۔

(۵) دجال کیساتھ پانی اور آگ ہوگی۔

(۶) دجال مشرق سے نکلے گا جس کا نام خراسان ہے۔

(۷) دجال سے ڈرکر لوگ بھاگیں گے یہانتک کہ پہاڑوں پر جا چڑھیں گے۔

(۸) دجال ایک قوم کے پاس آئے گا وہ اُس پر ایمان لے آئے گی اور اُسکی بدولت اس کے ہاں مال کی فراوانی ہو جائے گی۔ ایک دوسری قوم کے پاس آئے گا جو اُسکا انکار کردے گی اور اس انکار کی بدولت وہ قوم قحط میں مبتلاء ہو جائے گی۔

اے میرے سید۔ میں انتہائی ادب کے ساتھ آپ سے پوچھتا ہوں کہ دجال موعود کا خروج ہو چکا ہے یا کہ نہیں؟ یقیناً دجال اپنی موعود علامتوں کے ساتھ خروج کر چکا ہے اور آپ بھی یقیناً اس سے اتفاق فرمائیں گے۔ یہ ایک ایسی روشن حقیقت ہے کہ اگر کوئی اس سے انکار بھی کرنا چاہے تو بھی نہیں کر سکتا۔ اے میرے سید! جب دجال خروج کر چکا ہے تو پھر اس وقت موعود مسیح ابن مریم کہاں ہے؟ آنحضرت ﷺ کا فرمانا غلط نہیں ہو سکتا۔ اگر دو چیزیں لازم و ملزوم ہوں تو پھر ایک کا وجود معلوم ہونے پر دوسری چیز کے وجود کا بھی اقرار کرنا پڑے گا اگرچہ وہ نظر نہ بھی آوے۔

اے میرے سید! میرا حضرت مہدی علیہ السلام کی موعود غلامی کا مؤقف بمعہ دلیل دس سال سے آپ کے پاس بالواسطہ موجود ہے اور جبکہ یہی مؤقف کھلا کھلا پانچ سال سے آپ کے پاس ہے۔ کیا دجال موعود کا خروج میرے مؤقف کو سچا ثابت کرتا ہے یا کہ جھٹلاتا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جس غلام کی بشارت حضور علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی، وہ مسیحائی نفس بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس نعمت کی خبر آج سے اُنیس برس پیشتر دی اور میں نے دس سال پہلے آپکو بتا بھی دی تھی۔ اور آج میرے مؤقف کے بعد دجال موعود کا خروج کرنا یقیناً میری سچائی پر مہر لگاتا ہے۔ اور کیا اب بھی آپکو اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق اپنا فعل ظاہر کرنے میں کوئی شک ہے؟ اگر دجال کے خروج کے بعد کوئی شخص موعود مسیح کا دعویٰ کرتا ہے تو ایسے دعویٰ میں شک ہو سکتا ہے لیکن ایسے دعویٰ میں اب کیا شک ہو سکتا ہے جو کہ دجال کے خروج سے بہت پہلے ہو چکا ہو؟ جس طرح مدعی مہدویت کے دعویٰ کے پانچ سال بعد ماہ رمضان میں اپنی معین تاریخوں میں سورج چاند کا گرہن لگنا مدعی مہدویت کی سچائی پر ایک برہان قاطع تھی اسی طرح اس عاجز کے دعویٰ غلام مسیح الزماں کے پانچ سال بعد آج دجال موعود کا خروج کرنا میری سچائی پر برہان قاطع ہے اور کیا اہل تقویٰ کیلئے یہ نشان کافی نہیں؟

چند دیگر امور۔

اے میرے سید! اب میں چند دیگر باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔

مذہب کی دنیا میں اصطلاح ''ارہاص'' مشہور و معروف ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہر ارہاص کو یہ شعوری اطلاع بھی دی جاوے کہ وہ کسی کیلئے راہ ہموار کر رہا ہے کیونکہ ایسا کرنے سے درمیان سے اِبتلاء اُٹھ جاتا ہے۔ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کے ارہاص حضرت یحییٰ علیہ السلام تھے جو ایلیا بن کر حضرت مسیح ناصریؑ کی آمد کی راہ درست کرنے کیلئے مبعوث ہوئے تھے۔ اسی طرح حضرت مہدیؑ کے ارہاص حضرت سید احمد شہیدؒ تھے جو کہ آپ کی آمد کی راہ ہموار کرنے کیلئے مامور ہوئے تھے۔ اے میرے سید! بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو یقیناً میرا ارہاص بنایا ہے کیونکہ آپ نے میرے لیے راستہ صاف کیا اور میری راہ ہموار کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو میری سچائی کا گواہ بنایا ہے اور سچی گواہی کو چھپانا ایک بڑا گناہ ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن كَتَمَ شَهَادَةً عِندَهُ مِنَ اللهِ ط ترجمہ۔ اور اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا جو اس گواہی کو چھپائے جو اللہ کی طرف سے اُسکے پاس (امانت) ہے۔ (البقرہ۔۱۴۱) ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَن يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ (البقرہ۔۲۸۴)۔ ترجمہ۔ اور تم گواہی کو نہ چھپاؤ۔ اور جو کوئی بھی اِسے چھپائے گا تو یقیناً اس کا دل گنہگار ہو جائے گا۔ اور اللہ اِسے جو تم کرتے ہو خوب جانتا ہے۔

حضرت مہدی علیہ السلام محمدی مریم ہیں اور موعود غلام آپ کا روحانی فرزند ہے۔ اے میرے سید! آپ اس وقت محمدی مریم کے قائم مقام ہیں اور اس طرح ظاہر ہونے والے موعود غلام کی روحانی ماں کی حیثیت رکھتے ہیں۔ روحانی ولادت مثل جسمانی ولادت کے ہوتی ہے۔ جس طرح جسمانی ولادت میں زچہ اور بچہ کو ایک تکلیف دہ مرحلہ سے گزرنا پڑتا ہے اور کوئی بھی بے احتیاطی دونوں کیلئے مہلک ثابت ہو سکتی ہے۔ اسی طرح روحانی ولادت میں بھی زچہ اور بچہ کو ایک پریشانی اور اِبتلاء سے گزرنا پڑتا ہے اور کوئی بھی بے

احتیاتی دونوں کیلئے نقصان دہ ثابت ہوسکتی ہے۔

اے میرے سید! میں بڑے ادب اور معذرت کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ میں جو کچھ کررہا ہوں، میں اس کیلئے مجبور ہوں۔ نہ صرف میں مجبور ہوں بلکہ آپ بھی مجبور ہیں۔ ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ایک کل کی طرح ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ جس طرف لے جارہا ہے ہم اس معاملہ میں چون وچرا نہیں کر سکتے۔ مجھے قطعی یقین بخشا گیا ہے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ اپنے پیارے نبی ﷺ کے مبارک ارشادات کی طرف لے کر جارہا ہے جو کہ آپ ﷺ نے آج سے چودہ سو سال پہلے فرمائے تھے۔ ان میں سے ایک ارشاد متفق علیہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ''تمہارا کیا حال ہوگا جب ابن مریم تم میں نازل ہونگے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا''۔ اس ارشاد کی تشریح میں آپ ﷺ نے مزید فرمایا۔ ''میری امت کی ایک جماعت ہمیشہ حق پر لڑتی رہے گی قیامت کے دن تک، وہ غالب رہے گی۔ پھر عیسیٰ ابن مریم نازل ہوں گے۔ پھر اس جماعت کا امیر کہے گا آؤ ہمیں نماز پڑھاؤ وہ کہیں گے نہیں تمہارا بعض بعض پر امام ہے۔ اس امت کی اللہ تعالیٰ نے عزت افزائی فرمائی ہے''۔

اے میرے سید! جیسا کہ آپ کے شعری مجموعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ نے ایک نعت بعنوان ''ظہور خیر الانبیا ﷺ'' ۱۹۷۶ء میں کہی۔ ساری نعت بہت دلکش ہے اور خاص کر نعت کے آخری بند میں آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور ایک خواہش کی ہے کہ اے اللہ تعالیٰ میں بھی آنحضرت ﷺ کی محبت میں گرفتار ہوں۔ دل اور زبان آپکے گن گاتے رہتے ہیں۔ آپ ﷺ کی توجہ میری طرف بھی ہو اور میرے کان بھی آپکے قدموں کی چاپ سنیں۔ اے اللہ تعالیٰ! آپ ﷺ کی روحانیت کا جلوہ مجھے بھی دکھلا۔ آپ ﷺ کے عرفان کا میرے دل پر بھی الہام ہو۔ اور یہ سب کچھ نغمات یعنی اشعار کی صورت میں نازل ہو۔ اے میرے سید! کیا آپ کی خواہش کو شرف قبولیت نہیں بخشا گیا؟ اور کیا آپ کو ایسے نغمات نہیں بخشے گئے جن میں سے انقلاب زمانہ کی بو آرہی ہے؟

اے میرے سید! اب میں آپ کی مہربان توجہ آپکے ایک خطبہ جمعہ کی طرف مبذول کرواتا ہوں جو کہ آپ نے ۲۲ نومبر ۱۹۹۶ء مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ یہ خطبہ جمعہ آپ نے محترم ڈاکٹر عبدالسلام کی وفات پر ارشاد فرمایا تھا۔ سارا خطبہ حیرت انگیز ہے اور ایک عظیم خوشخبری دے رہا ہے۔ مکمل خطبے کو یہاں نقل کرنا میرے لیے ممکن نہیں۔ چند باتوں کی طرف خلاصۃً عرض کرتا ہوں۔ اولاً کہ آپ نے فرمایا کہ حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اپنی نیک ماں کی دعاؤں کا نتیجہ تھے اور حضرت ڈاکٹر عبدالسلام اپنے نیک باپ کی دعاؤں کا نتیجہ تھے۔

اے میرے سید! میں عرض کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ نے ایک نیک ماں اور ایک نیک باپ کی دعاؤں کے رنگ دیکھ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی علیہ السلام کی دعا کو شرف قبولیت بخشتے ہوئے آپ کو ایک لڑکے اور ایک غلام کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ موعود لڑکے کی صورت میں جماعت احمدیہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی دعا کا رنگ بھی دیکھ لیا ہے۔ اور اب یقیناً اللہ تعالیٰ نوع انسان کو موعود غلام کی صورت میں حضور علیہ السلام کی دعا کا رنگ دکھانے والا ہے۔ ثانیاً۔ آپ فرماتے ہیں کہ میری دعا کا رخ بدل گیا بجائے اِسکے کہ میں دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور نوبل لرایٹ عطا فرمائے بلکہ وہ اپنی جناب سے ہمیں انعام یافتہ عطا فرمائے۔ ایسا انعام یافتہ تو اگر ان پڑھ بھی ہوگا تب بھی خدا تعالیٰ کا فضل اُسے ایسا بنا سکتا ہے کہ دنیا کے چوٹی کے اہل علم بھی اُسکے آگے جھکنے پر مجبور ہونگے۔ ثالثاً۔ آپ نے فرمایا کہ عجز اور انکساری کو پھل لگتے ہیں۔ اور مزید آپ نے فرمایا کہ سجدہ عجز و انکساری کا اِنتہائی مقام ہے۔ جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ کے آگے سجدہ ریز ہوتا ہے اور کہتا ہے ''سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلیٰ'' تو اللہ تعالیٰ اُسے ضرور اعلیٰ بناتا ہے اور اُسے رفعت بخشتا ہے وغیرہ۔

اے میرے سید! اِس خاکسار کیساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ مجھے بھی اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز ہونے اور دعا مانگنے کی توفیق بخشی گئی۔ اے میرے سید! آنحضرت ﷺ کے مبارک ارشاد کے مطابق ''اختلاف امتی رحمۃ'' کہ میری اُمت میں اختلاف باعث رحمت ہوگا۔ اِس حدیث کی تشریح میں آپ نے ایک مجلس عرفان میں فرمایا کہ اس حدیث سے مراد تفرقہ کا اختلاف نہیں بلکہ مراد سچائی کا اختلاف ہے یعنی ایسا اختلاف جس کی بنیاد تقویٰ پر ہو نہ کہ نفس پر۔ میرا جو آپ سے غلام مسیح الزماں سے متعلق اختلاف ہے، یہ کوئی میرا ذاتی اختلاف نہیں بلکہ یہ اختلاف اس علم کی روشنی میں آپ سے ہوا جو کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء کے بعد اس عاجز کو غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔ اس انکشاف سے پہلے غلام مسیح الزماں سے متعلق میرا بھی وہی عقیدہ تھا جو کہ آپ کا اور باقی جماعت کا ہے۔ لہٰذا میرا آپ سے یہ اختلاف سچائی کا اختلاف ہے جس کی بنیاد سنجیدگی اور تقویٰ پر ہے۔ میں آپ کے سامنے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں کہ انکشاف اِلٰہی سے پہلے حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا عقیدہ در بارہ حیات مسیح ویسا ہی تھا جیسا کہ دوسرے علمائے اسلام اور عوام الناس کا۔ پھر انکشاف اِلٰہی اور مزید برآں اس اِنکشاف اِلٰہی کی قرآن مجید سے تصدیق پا کر آپ کو حیات مسیح کے متعلق اپنا عقیدہ تبدیل کرنا پڑا۔ آپ نے یہ عقیدہ کی تبدیلی اپنے کسی ذاتی شوق سے نہ کی تھی بلکہ آپ اس کے لیے مجبور تھے۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا علمائے اسلام اور عوام الناس سے یہ اختلاف عقیدہ نعوذ باللہ کسی فتنہ یا کسی تفرقہ کا باعث تھا؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سچائی کا اختلاف تھا۔ بالکل اسی طرح میرے ساتھ ہوا۔ غلام مسیح الزماں سے

متعلق آپکے عقیدہ سے میرا یہ اختلاف بھی میری مجبوری ہے۔ آپ اس کو قطعاً کوئی فتنہ یا کسی تفرقہ کا اختلاف نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی ایسے اختلاف کو آپ کسی بھی ذریعہ سے دبانے کا حق رکھتے ہیں۔ آپکے ہی بقول۔

''آزادی ضمیر اور آزادی اظہار انسانوں کا بنیادی حق ہے۔ یہ شرف انسانی ہے جسے انسانوں کو دلانے کیلئے ہمارے سید و مولیٰ آنحضرت ﷺ نے مخالفوں سے جہاد کیے۔ آج بھی اگر کوئی شخص آزادی ضمیر اور آزادی اظہار کی راہ میں روکاوٹ بنتا ہے تو وہ شخص دراصل انسانوں کا بنیادی حق چھینتا ہے۔ وہ شرف انسانی پر حملہ آور ہوتا ہے اور ایسے شخص کے خلاف آج بھی آنحضرت ﷺ کا جہاد واجب ہو جاتا ہے جو کہ آپ ﷺ نے شرف انسانی کو قائم کرنے کے لیے کیا تھا۔''

اے میرے سید! آپ نے یہ متذکرہ بالا الفاظ اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۵ دسمبر ۱۹۸۶ء میں ارشاد فرمائے تھے۔ آپ نے یہ خطبہ جہاد کے موضوع پر دیا اور میں سمجھتا ہوں، جہاد کے موضوع پر آپ کا یہ خطبہ بلاشبہ ایک شاہکار ہے۔ بلاشبہ کسی انسان کو بھی یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی دوسرے انسان کو کسی بھی طرح آزادی ضمیر کی نعمت سے محروم کرے۔ آزادی ضمیر سے محرومی دراصل کسی کو صلیب دینے کے مترادف ہے بقول کسی کے۔

بات رانجھے کی نہ قصہ ہیر کا ۔ ذکر ہے اک خواب کی تعبیر کا

مجھ کو سولی دی گئی آواز کی ۔ میں شہید وقت ہوں تحریر کا

مزید برآں میں یہ بھی یقین رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے یہ خطبہ اپنے کسی خاص مقصد کیلئے دلوایا۔ میں بڑے ادب کیساتھ آپ کی توجہ آپ کے اس خطبہ کی طرف مبذول کرواتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آپ اپنے فرمودہ ارشادات کا پاس کریں گے اور اُنکے پابند رہیں گے۔ میں آپ سے یہ بھی گذارش کرتا ہوں کہ سیدنا حضرت ابوبکر صدیق خلیفۃ الرسولؓ کی وہ تقریر جو آپ نے بوقت بیعت صحابہؓ کے سامنے کی تھی، اس کا ایک ایک لفظ سچائی میں ڈوبا ہوا ہے اور آئندہ عالم اسلام میں ہونے والے انتخابی خلفاء کیلئے مشعل راہ ہے۔ اے میرے سید! معذرت اور ادب کیساتھ عرض کرتا ہوں کہ بقول حضرت مہدی علیہ السلام پیشگوئیوں کا کوئی قطعی ایک پہلو نہیں ہوتا بلکہ کبھی ظاہری رنگ میں اور کبھی استعارہ کے رنگ میں پوری ہو جاتی ہیں۔ اس لیے قبل از وقت پیشگوئیوں کے متعلق اجماع یا اتفاق کی کوئی حیثیت نہیں ہوا کرتی۔ پیشگوئی تو ہنوز نامعلوم امور پر مشتمل ہوتی ہے لہٰذا اس پر اُس کے ظہور سے قبل اجماع یا اتفاق چہ معنی دارد؟ اگر کچھ لوگ پیشگوئی کے ظہور سے قبل اس پر اجماع کر لیں اور بعد میں پیشگوئی اُن کے اجماع کے خلاف ظہور پذیر ہو جائے تو بقول حضورؑ اُن کے ایمان کو بھی خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔ اور ایسی حالت میں ان کا اپنا قصور ہوگا نہ کہ پیشگوئی بیان کرنے والے کا۔

اے میرے سید! حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کے مطابق انسان کو سچا ہو کر بھی جھوٹے کی طرح تذلل اختیار کر لینا چاہیے اور میرے خیال میں یہ تقویٰ کا انتہائی مقام ہے۔ تکبر اور رعونت اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ میں بڑے ادب اور انکساری کیساتھ آپ کی خدمت میں اپنا موقف بمعہ دلیل ایک کتاب کی صورت میں بھیج رہا ہوں اور آپ سے التجا کرتا ہوں کہ میرے دلائل کو توڑ کر میرے مؤقف کو غلط ثابت کیجئے۔ بنیادی طور پر میری یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ حصہ اول میں غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی پیشگوئی کا تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ غلام مسیح الزماں حضرت مسیح موعودؑ کا جسمانی بیٹا نہیں تھا اور یہ بات دلیل کے ساتھ ثابت کی ہے۔ اگر آپکے مؤقف کے مطابق غلام مسیح الزماں حضورؑ کا جسمانی بیٹا تھا تو ثابت کیجئے کہ غلام مسیح الزماں کی پیدائش سے متعلق آخری الہامی بشارت جو کہ ۶، ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کو ان الفاظ میں ہوئی۔

''سَاهَبُ لَكَ غُلَامًا زَكِيًّا۔ رَبِّ هَبْ لِي ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً۔ إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى۔'' (الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰ نومبر ۱۰، ۱۹۰۷ء صفحہ ۳)۔ ترجمہ۔ میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔ اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔

اے میرے سید! مجھے بتائیں کہ اس الہامی بشارت کے بعد حضور علیہ السلام کے ہاں وہ کونسا بیٹا پیدا ہوا اور اس کا کیا نام تھا؟ اور اس بیٹے نے بعد میں اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر غلام مسیح الزماں ہونے کا دعویٰ بھی کیا۔ میری دلیل کیساتھ راہنمائی کیجئے طاقت کیساتھ نہیں۔ پروپیگنڈے کے زور پر کوے کو سفید ثابت کرنا الگ بات ہے لیکن حقیقت کی پردہ پوشی ممکن نہیں۔ میں یہاں ضمناً عرض کرتا چلوں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندیؒ ایک عام صدی کے مجدد تھے۔ آپکو بھی اللہ تعالیٰ نے انہی الفاظ (إِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ اسْمُهُ يَحْيٰى۔ (مکتوبات امام ربانی فارسی جلد دوم صفحہ ۱۳۶ مطبوعہ دہلی۔ بحوالہ کتاب محفوظ صفحہ ۴) ترجمہ۔ میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے) میں بیٹے کی بشارت عطا فرمائی تھی۔ چنانچہ بشارت کے بعد آپکے ہاں لڑکا پیدا ہوا اور آپ نے اِس کا نام یحییٰ رکھا۔ اے میرے سید! ایک عام صدی کے مجدد کو ان الفاظ میں لڑکے سے متعلق مبشر الہام ہوتا ہے۔ بشارت کے بعد اُنکے ہاں لڑکا بھی پیدا ہو جاتا ہے اور اُسکا نام بھی یحییٰ رکھا جاتا ہے۔ کیا وجہ ہے کہ ایک مجدد اعظم اور مجدد الف آخر کو بھی انہی الفاظ میں بشارت ملی لیکن آپکے ہاں کوئی لڑکا پیدا نہ ہوا؟ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی مخالف آپ سے یہ سوال کرے تو آپکے پاس اس کا کیا جواب ہے؟ آپ اس کا جواب نہیں دے سکتے کیونکہ غلام مسیح الزماں کے متعلق آپ کا اور جماعت کا موقف غلط ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کا یہ مبشر الہام یقیناً سچا ہے۔ لیکن حضورؑ کو یہ الہامی بشارت

جسمانی بیٹے کے متعلق نہ تھی بلکہ کسی روحانی فرزند کے بارے تھی جس نے بشارت کے بعد کسی وقت پیدا ہونا اور ظاہر ہونا تھا۔ اگر یہ الہامی بشارت جسمانی بیٹے کے متعلق ہوتی تو یقیناً یہ موعود لڑکا آپ علیہ السلام کے ہاں ضرور پیدا ہوتا۔ اے میرے سید! میں آپ سے درخواست کروں گا کہ حضور علیہ السلام کا کوئی جسمانی بیٹا غلام مسیح الزماں نہیں تھا اگر ہوتا تو ضرور بشارت کے بعد پیدا ہوتا۔

اے میرے سید! میری کتاب کا دوسرا حصہ الہامی پیشگوئی کے ثبوت کے بارے میں ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ موعود غلام مسیح الزماں سے متعلق ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی مفصل الہامی پیشگوئی میں اُسکی ایک مرکزی علامت (مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔ مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَآءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔) بیان فرمائی گئی ہے۔ اپنے مہربان رب کی طرف سے جو علم مجھے بخشا گیا ہے اس میں نیکی کا ''اعلیٰ ترین تصور'' غلام مسیح الزماں کی اسی مرکزی علامت سے تشکیل پاتا ہے۔ اور مجھے بتایا گیا ہے کہ یہی وہ اعلیٰ ترین تصور ہے جس کی طرف انسانی علم رواں دواں ہے۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ علمائے سائنس اور فلسفہ ایک ایسے جامع اور ہمہ گیر تصور کی کھوج میں ہیں جسکے ساتھ پوری کائنات کی اطمینان بخش تشریح ہو سکے۔ نیکی کا یہی وہ اعلیٰ ترین تصور ہے جس سے کائنات کی اطمینان بخش تشریح ہو جاتی ہے۔ علاوہ اسکے غلام مسیح الزماں کی بعض دیگر علامات بھی اس تصور میں ملتی ہیں۔ میں آپ کے سامنے یہ دلیل پیش کر رہا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ یہ دلیل ہی غلام مسیح الزماں کا علمی ثبوت ہے۔ کیونکہ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ (البقرہ۔ ۲۵۶) کے مطابق کوئی شخص بھی اپنی عقلی قوت کیساتھ کامل عرفان باری تعالیٰ حاصل نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی غیر متعلقہ انسان عقلی قوت کیساتھ غلام مسیح الزماں کی مرکزی علامت کے ساتھ کامل عرفان باری تعالیٰ حاصل کر لے۔ آپ صاحب عرفان باری تعالیٰ ہیں۔ آپ بھی اِس ''اعلیٰ ترین تصور'' پر غور فرمائیں اور دیکھیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔ اگر صحیح ہے تو یہی غلام مسیح الزماں کے ثبوت کی برہان قاطع ہے اور اگر آپ کی نظر میں نیکی کا یہ ''اعلیٰ ترین تصور'' غلط ہے تو زبانی کہنے سے کوئی دلیل غلط نہیں ہو جایا کرتی بلکہ دلیل کو غلط ثابت کرنے کے لیے مخالف دلیل کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اگر آپ اور ساری جماعت میری اس دلیل کو غلط ثابت کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میں آپکو یقین دلاتا ہوں کہ میں غلط دلیل پر کھڑا ہونے کیلئے ایک منٹ بھی تیار نہیں۔

اے میرے سید! میں نہ صرف آپ کو بلکہ آپکی معرفت تمام علماء اور افراد جماعت سے بھی دردمندانہ التجا کرتا ہوں کہ اگر میں آپ سب کے خیال میں نعوذ باللہ گمراہ ہو گیا ہوں تو بخدا آپ سب میری راہنمائی کیجئے اور مجھے گمراہی سے نکال کر ہدایت دیجئے۔ میں آپ سب سے سچ سچ کہتا ہوں کہ میں گمراہی کی موت مرنا نہیں چاہتا۔ اگر آپکے پاس ہدایت ہے تو میں اِسے آپ لوگوں سے قیمتاً لینے کیلئے بھی تیار ہوں اور مجھے اس معاملہ میں کوئی عار نہیں۔ اے میرے سید! آپکے پاس میڈیا ہے۔ کروڑوں کی جماعت کے آپ امام ہیں۔ میں تو آپکا ادنیٰ سا غلام ہوں۔ اگر آپ نے میری راہنمائی نہ بخشی بلکہ یک طرفہ اپنے خطبات میں مجھے کبھی نعوذ باللہ شیطان، کبھی تخریب کار اور کبھی فتنہ انگیز وغیرہ کا ڈھنڈورا پیٹنا شروع کر دیا تو پھر میں روز قیامت اللہ تعالیٰ کے حضور یہ فریاد ضرور کروں گا کہ اے اللہ تعالیٰ! میں نے تیرے مقرر کردہ امام اور اس کی معرفت تمام افراد جماعت سے دردمندانہ درخواست کی تھی کہ اگر آپ مجھے نعوذ باللہ گمراہ سمجھتے ہیں تو پھر دلیل کیساتھ میری راہنمائی کیجئے۔ لیکن ان لوگوں نے میرے پر ترس نہ کھایا بلکہ یک طرفہ مجھ غریب پر کیچڑ اچھالتے رہے۔ اے میرے سید! مرزا غالب نے فرمایا تھا ؎ یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح ۔ کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غم گسار ہوتا

اسی طرح اس وقت مجھے بھی نصیحتوں کی ضرورت نہیں بلکہ کسی چارہ ساز اور کسی غم گسار کی تلاش ہے۔ میرا چارہ ساز اور میرا غم گسار کون ہوگا؟ وہی جو یا تو میری دلیل کو نیک نیتی کے ساتھ کسی مخالف دلیل سے جھٹلا دے یا پھر جرأت کیساتھ قبول کر لے۔ اے میرے سید! عاجز نے اپنے مؤقف کو آپ کی خدمت اقدس میں مارچ ۱۹۹۷ء میں بھیجا تھا جب کہ اپنے مؤقف کے دلائل دو کتابچوں کی صورت میں مارچ ۱۹۹۳ء میں آپکی خدمت میں بھیجے تھے۔ لیکن ابھی تک آپ نے میرا مؤقف اور اِسکے دلائل افراد جماعت کو نہیں بتائے۔ اب میں آپ سے درخواست کرتا ہوں بلکہ امام وقت ہونے کے ناطے یہ آپ کا از خود فرض منصبی ہے کہ میرا مؤقف بمعہ دلیل کسی کمی بیشی کے بغیر لوگوں کو بتا دیں تا کہ ان کو بھی پتہ چلے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ فیصلہ آپ کا ہی چلے گا بلکہ آپکا بھی نہیں اللہ تعالیٰ کا چلے گا جو کہ آسمان پر ہو چکا ہے اور آپ اس فیصلہ کے شاہد ہیں۔ افراد جماعت کو میرا مؤقف بمعہ دلیل بتانے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ لوگ بھی آخر اپنی اپنی استعاعت کے مطابق شعور رکھتے ہیں اور اُن کو بھی غور و فکر کا موقعہ ملے گا۔ مجھے اس میں کوئی ڈر اور خوف نہیں کیونکہ میں نہ صرف سچا ہوں بلکہ اپنی سچائی کا عرفان بھی رکھتا ہوں۔ اے میرے سید! اگر آپ بھی سمجھتے ہیں کہ غلام مسیح الزماں کے متعلق آپ کا موقف سچا ہے تو آپ کو بھی کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے۔ میں آپکے جواب کا منتظر رہونگا۔

والسلام

آپ کا غلام

عبدالغفار جنبہ۔ ۲ مئی ۲۰۰۲ء

جواب خط نمبر ۳ :

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ——— نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

پرائیویٹ سیکرٹری
حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
لندن

21.8.02

مکرم عبد الغفار جنبہ صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

آپ کی کتاب اور تفصیلی خط موصول ہوا ہے۔ خاکسار حسب ہدایت رسیدگی کی اطلاع دے رہا ہے۔ اللہ آپ پر فضل فرمائے۔ آمین۔

والسلام
خاکسار ۔۔
منیر احمد جاوید

جرمنی